

سالہ یاسم سالہ تھی۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم ابھی دار ارقم میں داخل نہ ہوئے تھے یہ پہلے شخص ہیں جو بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما اور زید بن حارثہ کے ایمان لائے تھے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابولیلی تھی۔

مناقب

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقب ذو النورین سے مشہور اسلئے ہوئے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یعنی رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگر آپ کے نکاح میں آئی تھیں۔ علما کہتے ہیں کہ یہ غرت و شرافت نجر حضرت عثمانؓ کے اور کسی کو نہیں ملی حضرت عائشہ صدیقہ فنی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صلعم نے جب ام کلثوم کو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیاہ فرمایا تیرا شوہر شرمیم ہے تیری جد ابراہیم علیہ السلام سے اور تیرے باپ محمد صلعم سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اقدس محمد رسول اللہ کی خدمت میں تشریف لائے حضرت صلعم کا زانو کھلا اسکو چھپا لیا۔ کہا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ تو آپ نے نہ چھپایا۔ فرمایا میں شرم کرتا ہوں۔ اس سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں۔ اس کو مسلم نے حضرت عائشہ سے منطوی بیان کیا ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ ایک شخص کا جنازہ حضرت ادریسؓ کے پاس آیا۔ حضرت صلعم نے اُس پر نماز جنازہ پڑھی کسی نے عرض کی کہ آپؐ کو کسی جنازہ پر نماز ترک نہیں فرماتے فرمایا اِنَّهٗ كَانَ يَبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَهُ اللّٰهُ کہ یہ عثمانؓ کے سوا فقہ و شیعہ رکھتا تھا۔ خدا نے اس کے ساتھ دشمنی کی۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو چنگد رسواری اور

۱۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے
 ۲۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے
 ۳۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے
 ۴۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے
 ۵۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے
 ۶۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے
 ۷۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے
 ۸۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے
 ۹۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے
 ۱۰۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے

اور شرفا قریش کے پاس روانہ فرمایا تھا۔ کہ وہ قریش کو کہیں کہ آنحضرت صلعم بارہ روز
 جنگ نہیں آئے۔ بلکہ وہ زیارت بیت اللہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جب حضرت عثمان
 نے یہ بات کہی تو قریش کہتے ہیں کہ تم اگر طواف کرنا چاہتے ہو تو بے شک کرلو۔ ہم
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز اجازت نہیں دینگے۔ کہ وہ اگر طواف کریں۔
 حضرت عثمان رضی نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ میں بغیر اپنے جنیب سول
 مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طواف کروں۔ قریش نے حضرت عثمان رضی کا
 یہ خلوص دیکھ کر خفا ہو کر ان کو گرفتار کر لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی شہید ہو گئے ہیں۔ اس خبر وحشت اثر کے
 سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم یدیا کہ ہم اب لڑے بغیر نہیں
 رہیں گے۔ اور اپنے مخالفوں کی خون گرائی بغیر واپس نہیں لائیں گے۔ پھر بیعت کا حکم دیا
 جو ایک درخت کے نیچے اس بات پر ہوئی کہ صحابہ کرام اقرار کریں کہ ہم اپنی جان دینگے
 اور کفار کو قتل کر دینگے۔ اور خود مر جائیں گے۔ مگر اس مقام اور قضا بلے سے ٹھیلے گے
 جد بن قیس کے سوا سب لوگوں نے مرنے کی بیعت کی اس بیعت کو بیعت رضوان
 کہتے ہیں جس کے لئے ید اللہ فوق اید یہم کا ارشاد ہے۔ اس میں حضرت عثمان
 موجود نہ تھے۔ اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت عثمان رضی کا
 ہاتھ فرض کر کے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا۔ اور ان کی طرف سے بیعت لی یہ بیعت
 ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت عثمان رضی کی خبر پہنچی کہ وہ قتل نہیں ہو سکے بلکہ وہ
 زندہ ہیں پھر قریش نے صلح کا پیغام بھیجا اور صلح ہو گئی۔
 حضرت عثمان رضی وہ شخص ہیں جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ ہر ایک نبی کے لئے جنت میں رفیق ہونگے۔ میرا رفیق عثمان ہے۔ اور پھر
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عثمان ولی فی الدنیا والاخرۃ کہ عثمان

مکہ مکرمہ کیسے تیار ہے اور اس کی حالت کیا ہے اور اس کی حالت کیا ہے اور اس کی حالت کیا ہے۔
مکہ مکرمہ کیسے تیار ہے اور اس کی حالت کیا ہے اور اس کی حالت کیا ہے اور اس کی حالت کیا ہے۔
مکہ مکرمہ کیسے تیار ہے اور اس کی حالت کیا ہے اور اس کی حالت کیا ہے اور اس کی حالت کیا ہے۔

۱۰- در این کتاب آمده است که هر کس که در این کتاب
 ۱۱- در این کتاب آمده است که هر کس که در این کتاب
 ۱۲- در این کتاب آمده است که هر کس که در این کتاب

[illegible]

کے لیے یہ چیزیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ یہ چیزیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ یہ چیزیں کرنا چاہئے۔

[illegible]

۱- چندی از حقیقتی که می آید برادران را آید و خبر خود را از این امر آید
۲- چندی از حقیقتی که می آید از این امر آید و خبر خود را از این امر آید

ہیں اور بہم اولین جہاجرین میں سے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے سلسلہ حفظ قرآن کریم کا جاری کیا تھا اور جامع بھی قرآن کریم آپ ہی مشہور ہیں۔ گو پہلے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی بہت احتیاط اور نہایت تخصیص اور تدقیق سے ایک قرآن مجید کرایا تھا۔ جس کی ایک نقل آپ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کی تھی۔ زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لوگوں میں بوجہ تخطیط بعض الفاظ جو زبان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بطور تفسیر متظہر ہوئے تھے۔ اُن کو اصل عبارت میں شامل کرنے کے باعث اختلاف پیدا ہوتا گیا۔ اپنی اپنی قرأت انہوں نے شروع کر دی۔ ایسی بے احتیاطی کیمالت کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دور کرنے کے لئے بعض صحابہ کے ساتھ مشورہ کیا۔ اور اُن اختلافات کے دور کرنے کی غرض سے وہ صحیح نسخہ جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھا وہ منگوا یا۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وقت نہایت تحقیق اور تدقیق سے مرتب کیا گیا تھا پھر نہایت ہی احتیاط اور صحت سے اور صحیح رسم الخط سے کئی نسخے لکھوا کر ملک بملک عراق و شام و مصر میں اور دیگر ممالک اسلامیہ میں پہنچایا اور وہ کاتب جو قرآن کریم کی نسخہ پر مقرر ہوئے

تھے اُن صحابہ کے نام نامی یہ ہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ عبدالرحمن بن الحارث رضی اللہ عنہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہشام الخزومی۔ ان پانچوں اشخاص کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اجازت تھی کہ اگر کہیں اختلاف قرأت ہو تو اس وقت قریش کی بولی کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ قرآن کریم بحاورہ زبان قریش اُترا ہے۔ بعد نسخہ نسخہ مائے صحیحہ کے باقی مختلف القرات جو شاذ و القرات نسخے کے سب جلا دیئے گئے۔ بس ایک وہی صحیح منقولہ نسخہ رہا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باہمی تکرار کے بعد اعلیٰ درجہ کی تحقیق

[illegible]

رہتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے دل پہلائے، نہ کہے لے
 اور غلط کرنے کے لئے اپنی دختر حفصہ رضہ کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ مگر چونکہ ویرینہ باریکی
 جدائی کا اثر دل پر غم کا ڈیرا جمائے بیٹھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ
 منظور نہ کیا۔ چنانچہ یہہ ماجرا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اسے عمر عثمان کے لئے ایک اچھی زوجہ ہے اور تیری
 بیٹی کے لئے ایک بہترین شوہر ہے۔ آپ نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا اور
 بعد اس کے اپنا نکاح حضرت حفصہ سے کر دیا۔ ۱۰ ہجری میں ام کلثوم کا بھی
 انتقال ہو گیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش میری چالیس بیٹیاں ہوتیں۔ تو
 یکے بعد دیگرے میں عثمان رضہ کو نکاح کر دیتا یہاں تک کہ ایک بھی اُن سے باقی نہ رہتی
 (رواہ ابن عساکر)

حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ عثمان وہ شخص ہے کہ جو لوٹ کے بعد مع اپنے عیال و
 اطفال کے ہاجرا الی اللہ بنا۔ اب یہاں مناسب معلوم ہوتا ہو کہ آپ کے ایمان لانے
 کے ماجرے کو لکھ دیں جیسا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زبان
 فیض ترجمان سے بیان فرماتے ہیں کہ میری خالہ سعدیہ نامی کوفہ کہانت میں نہایت
 ہی کمال حاصل تھا کہ اسکا ہمعصر کوئی بھی اس کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔
 حسب معمول ایک دن میں اس کے پاس گیا اس نے مجھ سے بطر ز فال کے تباہ
 کہ غفر جیسے کہ تجھے ایک نہایت خوبصورت اور حسین بیوی ملیگی۔ جو اصلاح اور
 نیکی میں بھی میری صفت ہوگی۔ اور وہ بیٹی ایک جلیل القدر اور عظیم الشان انسان
 کامل کی ہوگی۔ یہ بات سننے ہی میں متحیر سا رہ گیا اور مختلف خیالوں نے میرے دل کو
 گھیر لیا کہ یہ کیا بات کہتی ہے میں ابھی اسی متحیر کجالت میں ہی تھا کہ دوبارہ اس نے
 پہلی بات کا اعادہ کیا۔ اور پھر کہا وہ عظیم الشان اور جلیل القدر آدمی نبی آخر الزماں

وچختی من و عن بیان کردی میرے بیان کرنے کے بعد حضرت ابوبکر نے مجھ کو کہا کہ
 اے عثمان تم نہایت ہی فہیم اور زیرک اور دانا ہو کہ تمام اہل مکہ اپنی اہم امور میں تم
 سے مشورہ پوچھتے ہیں۔ کیا یہ سگریزے یا پتھروں کے ٹکڑے ہیں کچھ نفع اور ضرر
 پہنچا سکتے ہیں۔ کہ لوگ ان کو اپنا خدا سمجھ رہے ہیں جب یہ خود اپنی جادوی حالت
 کو کسی دوسری حالت سے تبدیل نہیں کر سکتے۔ تو ہمیں کیا دکھ دیسکیں گے۔ اُن کو یہ
 طاقت نہیں کہ ہماری بات سنکر ہمیں جواب دیں۔ نہ ہی ان کو بصارت ہے کہ ہماری
 حالت زار کو دیکھیں اور نہ ہمیں کسی خاص موقعہ میں نصرت کر سکتے ہیں کیا سید عقل
 یا فراست انسانی اس بات پر متقن ہو سکتی ہے کہ ایسے ٹکڑے اور بیکار پتھروں کو مسبود
 بنایا جاوے۔ اُن کی عبادت بخیر اپنی طاقت اور کم عقلی اور کچھ نتیجہ بخش نہیں۔ مجھے حضرت
 ابوبکر کی اس خیر اندوز کلام نے اپنا گھائل بنا لیا اور مجھے سر تسلیم پہکنا پڑا اور میں نے کہا
 کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے وہی واقعی راست اور ٹھیک ہے۔ اس تسلیم کے بعد حضرت ابوبکر فرماتے
 گئے کہ تمہاری خالہ کی گفتگو واقعی درست اور ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو کافہ الانام کا رسول بنا یا ہے وہ ہر ایک جن و بشر کیلئے پیچھے ہادی
 اور کامل رہنما ہیں۔ تم اس وقت غنیمت سمجھو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ
 چونکہ دلوں میں عشق محمدی پہلے دل میں اپنی آگ پہوک چکا تھا ابوبکر نے کو اپنا ایک سچا
 خیر خواہ سمجھ کر آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ یکایک آنحضرت کان ایمان سید
 الانس والجان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت علی کرم اللہ
 رونق افروز ہوئے

بیاؤ بیاؤ قدم بردویدہ ام بگزار

کہ انتظار قدومت کشیدہ ام بسپار

حضرت ابوبکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے اُٹھنے میں بھی دل سے اُٹھے بعد

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

گوشت دیکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ارسال کیا۔ جب میں اُن کے
 ہاں پہنچا دیکھا کہ دونوں سپاہی رقیہ و عثمان بیٹھے ہیں میں متحیر سا ہو کر کہی رقیہ
 کی طرف دیکھتا تھا اور کہی عثمان کے چہرے پر نظر پھینکتا تھا۔ جب میں آنحضرتؐ
 کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سو پوچھا۔ کیا تو
 رقیہ اور عثمان رض کے گھر گیا تھا میں نے عرض کی کہ ہاں پھر آپ نے فرمایا تو نے ان دونوں
 سے بڑھ کر خوبصورت کسی مرد یا عورت کو دیکھا ہے میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی
 نہیں۔

آپ دیانت شعار اور پکے دیندار تھے۔ نہ ہی فرائض کے ادا کرنے میں کہی سستی
 نہیں کرتے تھے بخیر فرضی صوم و صلوٰۃ کے نوافل میں ہی اکثر مشغول رہتے تھے۔
 اکثر راتوں میں قیام اللیل میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ طریق تمدن بھی
 کوئی ایسے سیدھے نہ تھے ذہین اور اکثر باتوں کی تہ تک پہنچ جاتے تھے ہمیشہ فیاض
 اور دریادلی سے کام لیتے تھے اسلئے آپ کا نام نامی عثمان غنی کر کے ہی مشہور ہے۔
 ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط سالی ہو گئی حضرت عثمان رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے کئی اونٹ اناج کے لدے ہوئے مین کی طرف سے آئے۔ لوگوں کو ان کے
 دیکھنے سے جان میں جان آئی اور بہت خوش ہوئے امراء مدینہ اُس اناج کو خریدنے
 کے لئے اونٹوں کے پاس گئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باہمی بیع فشری
 کی طرح گفتگو ہوئی۔ نفع گنا دیتے تھے۔ آپ نے کہا کہ بڑا انوس ہے کہ دس گنا نفع
 چھوڑ کر اس نفع کو پسند کروں۔ یہ سب مال اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ سب
 لوگ مدینہ کے وہ اناج مفت لے گئے اور آرام سے چند روز بسر کئے۔
 ازواج مطہرات اہل المؤمنین کے لئے مسجد نبوی کے ارد گرد کئی مکانات
 بصرہ زر کثیر۔۔۔۔۔ خریدے۔

جب قبر پر کھڑے ہوتے تھے آپ کی مبارک ریش مارے آنسوؤں دروناکے خوشبخت
خدا سے جاری ہوتے تھے نہ رہ جاتی تھی چنانچہ اسپر سوال ہوا کہ آپ کو قبر کا موقعہ استفادہ
وحشت اور ہولناک معلوم ہوتا ہو آپ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا مرحلہ اور اول شے ہے دوسرے
جہان کی۔ اگر اس میں نجات مل گئی تو آگے بھی نجات ہو۔ اگر یہاں خدا نہ تباہی ہو تو آگے
تمام رو سیاہی۔

آپ خلقت کو ہدایت کرتے ہو اور ہر ایک کو صراط مستقیم کے چلنے کی تعلیم دیتے تھے
اور صبر و تحمل علی الیلا ولا یند الکی تاکید کرتے تھے اور ہمیشہ ذکر و فکر میں رہتے ان کا دلی منشا
تھا کہ لوگوں کو عسر و صحرّت بیماری میں خدا کے ساتھ وہ دلی تعلق ہو کہ اُس کی رضا پر
خوش رہیں۔ اور جہان تک ممکن ہو لوگوں میں بس اصلاح ہی اصلاح ہو اور فساد کا نام
نہ رہے۔ لوگوں کی تکلیفیں ان کا بوجھ اپنے ذمہ پراٹھاتے تھے۔

آپ کی فرست غضب کی تھی۔ ایک دفعہ نامحرم عورت زنا کر کے آپ کے گھر آئی آپ نے
اسکی حالت اور آنکھ دیکھ کر کہا کھجے کیا ضرورت ہو کہ زنا کر کے میرے گھر میں آئی ہو کہ تیری
آنکھ میں زنا کا اثر دکھتا ہوں۔ ایک صحابی پاس تھے انہوں نے کہا کہ امی عثمان تمہارے
کیا وحی نازل ہوئی ہو کہا نہیں۔ بلکہ یہ نور ایمان اور فراست مومن ہو اور وہ واقعی زنا کر کے
آئی تھی۔

جس سال قرآن کریم کے جمع کرنے سے فراغت ہوئی اس سال حضرت عثمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فاطمہ بنتی جیسے ہر محمدی کہتے ہیں کسی کنوئیں میں گر گئی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اُس کو ان تمام ناموں اور فرمانوں پر لگاتے تھے۔ جو اطراف و کناف کے پادشاہوں
کے نام جاری ہوتے تھے وہ چاندی کی تھی۔ اُس کے نگینہ میں تین سطریں اس طرح پر
لکھی ہوئی تھی۔ سطر اول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسری رسول اور تیسری میں
اللہ۔ پہلے ہر پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پاس

لئے یہی کافی ہے۔ کہ ان میں سے عمر خلیفہ ہو چکا ہو۔ تمام صحابہ کو جمع کیا۔ جس کو سچا شوری کہتے ہیں اور عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا کہ اب کچھ معلوم ہوتا ہے کہ میں مخلصوں اور ایسے پیاروں سے رخصت ہونا ہوں منصب خلافت کس کے سپرد کروں۔ البیانہ ہو کہ میرے بعد کوئی مساد وقتہ میرا ہو عظیم الشان منصب کے لائق میں اور عثمانؓ اور علیؓ اور میریںؓ اور سعد بن وقاصؓ اور طلحہ بن عبید اللہ جو اس وقت موجود نہ تھے۔ کو منتخب کرنا ہوں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے تو قسم کھا کر صاف انکار کر دیا کہ اب آپ صاحبوں میں سے جس صاحب کو اہلیت اس عظیم الشان اور خلافت کے سمجھیں۔ اسی کو خلیفہ بنالیں۔ آپ لوگوں کی رائے مقدم تر ہے۔ کیونکہ میں آپ صاحبوں کی فضیلت اور عظمت کو خوب جانتا ہوں۔ اس جلیل القدر منصب خلافت کو آپ کی رائے پر چوڑتا ہوں جس پر تمہارا اتفاق رائے ہو۔ کہ خلیفہ کرو۔ کیونکہ جب تک تم سے کوئی بھی موجود نہ ہوگا۔ دوسرا کوئی بھی خلافت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ بس میں وصیت کرتا ہوں میرے انتقال کے بعد تم سے کوئی جس پر اتفاق القوم ہو جائے خلیفہ بنالینا۔ اور طلحہ بن عبداللہ جو موجود نہیں ہے اس کی تین دن انتظار ہی کرنی ضرور ہے ان کو اس شوری میں شمولیت کا منصب حاصل ہے۔ بلکہ ان کی رائے مقدم سمجھی جاوے اگر تین یوم تک وہ تشریف نہ لائے تو پھر آپ صاحب جس کو چاہیں خلیفہ کر دیں۔ خلیفہ کی تقریر تک اصیب بن سنان کو نماز کا امام بنانا۔ اس میں کسی قسم کا خلافت اور جھگڑا نہ کرنا۔ لیکن بار بار میں اس مقدمہ ذکر عظیم الشان کی نسبت توجہ دلاتا ہوں کہ اس میں متفق الرایے ہو کر جس کو مناسب سمجھو خلیفہ مقرر کرنا وصیت کے اختتام پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہی ملک تھا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون

جب حضرت فاروق اعظمؓ نے اس دار فانی سے رخصت ابدالابادی راحت جیسے دار باقی سے تعبیر کیا جاتا ہے رحلت کی توجہ میرے دو کعبین کے ممبران کیٹی شوری جو سنہ ضروریہ کی طرح فاروق اعظمؓ کی وصیت کے لئے تھے۔ کیونکہ اس وقت حضرت طلحہؓ بھی مدینہ منورہ سے

[illegible]

تو تم کس کی بیعت کرو گے حضرت زبیر رضی نے کہا کہ میں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کروں گا۔ اور حضرت طلحہ رضی نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر لاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت عبد الرحمن نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ میں اور آپ تو خلافت کے خواہاں نہیں اب بقاء کدہ تہا ری رائے میں کون صاحب احق بالخلافت۔ حضرت سعد رضی نے جواب دیا کہ میری رائے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیق تر بالخلافت ہیں۔ تب حضرت عبد الرحمن نے فرمایا کہ میں جہاں تک غور کرتا ہوں میری رائے میں وہی صاحب حضرت عثمان رضی و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لائق اور قابل تر بالخلافت پاتا ہوں۔

حضرت مسود رضی بن عبد الرحمن کے ہمیشہ زادہ بیان کرتے ہیں کہ جس رات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی اُس رات کو میں اپنی ماموں کے ہاں یعنی حضرت عبد الرحمن رضی کے گھر جا کر سو رہا۔ ابھی آنکھ بھی نہ جھپکی تھی کہ میرے ماموں جتنا نے مجھے جگا کر فرمایا کہ میں تین رات متواتر نہیں سویا۔ تو اسوقت حضرت علی رضی اور عثمان رضی اللہ کے گھر جا اور عرض کر کہ مجھ کو میرے ماموں عبد الرحمن رضی نے آپ صاحبوں کو طلب فرمایا ہے میں پہلے کس کی طرف جاؤں اسپر ماموں جان نے کہا کہ جس کی طرف تیری طبیعت چاہی۔ میں نے کہا دونوں صاحب باہد کر ملکر آویں یا علیحدہ علیحدہ۔ ماموں صاحب نے فرمایا کہ دونوں صاحب ساتھ ہی ملکر آویں۔ تو ہتھر ہے۔

چونکہ میری طبیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف مائل تھی اسلئے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے در دولت پر پہنچا اسنیدان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نماز میں مشغول ہیں میں ٹہیرا رہا بعد فراغت نماز (حضرت علی رضی) اسوقت کیوں تکلیف کی۔ (میں) حضرت آپ کو ماموں جان یاد فرماتے ہیں۔

حضرت اقدس رضی نے صرف مجھے ہی بولا یا ہری یا اور کسی کو بھی۔

چند چیزیں

ایک اور چیز ہے۔ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور
ایسا ہے کہ وہ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور

چند چیزیں

ایک اور چیز ہے۔ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور
ایسا ہے کہ وہ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور

ایک اور چیز ہے۔ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور
ایسا ہے کہ وہ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور

ایک اور چیز ہے۔ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور
ایسا ہے کہ وہ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور

ایک اور چیز ہے۔ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور
ایسا ہے کہ وہ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور

ایک اور چیز ہے۔ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور
ایسا ہے کہ وہ اس کے لئے کہ وہ ایک ہی قسم کی بات کہے، مثلاً وہ کہے کہ اس کی حالت کچھ اور

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر بعد حمد و ثناء و صلوة سیدنا ابوبکر
 فرمایا کہ گوئیے پوشیدہ و ظاہر دونوں طور پر تہا ری امام مقرر کرنے میں نہایت ہی کوشش
 کی ہو میں ان دونوں صاحبوں کے سوا کسی کو قابل امامت یا خلافت نہیں سمجھتا۔ اور
 تم میری ضروری ہو کہ ان دونوں کے سوا کسی کو ترجیح نہ دو جس پر سب مہاجرین اور انصار
 نے کہا کہ نہیں ہم معاملہ خلافت آپ کے سپرد کرتے ہیں جس کو آپ افضل سمجھیں بحلیہ بناویں۔
 حضرت عبدالرحمن نے حضرت علیؓ کو ہمہ جہ کا ہاتھ پکڑ کر ہر رات کی گفتگو کا انا دو کبریا
 کہ تم مجھ سے بیعت کرو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ابوبکر رضی
 اللہ عنہ کے فعل پر۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر وہی الفاظ زبان فیض نرجان سے فرمائے۔ اللہ
 لا ولکن علی جہد من ذلک و طاعتی اے مولا نہیں مگر اپنی استیلاعت کے موافق۔
 حضرت عبدالرحمن نے اُن کا ہاتھ چھوڑ دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر
 کہ آپ آگے تشریف لائیں حضرت عثمان آگے بڑھے اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ تم مجھ سے
 بیعت کرو گے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حضرت ابوبکر رضی
 اللہ عنہ کے افعال پر۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رات کی طرح فرمایا اللہم نعم کہ ہاں اور اپنی طرف کوئی فہم
 نہ لگائی حضرت عبدالرحمن نے اپنا سر مسجد کی چھت کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ اللہم اسمع
 قد خلعت ما فی رقبתי من ذلک فی رقبۃ عثمان کہ اے مولا میں نے میری خلافت
 کا ہار جو میرے گلے میں تھا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلے میں ڈال دیا۔ یہ
 کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تمام مہاجرین اور انصار کا
 اثر و حام حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر ہو گیا حضرت عبدالرحمن رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ منبر کی اُس جگہ پر بیٹھے جہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت فرمائی تھی

سال میں کوئٹہ سے حضرت مغیرہ کو معزول کر کے اس کی جگہ سعد بن ابی وقاص کو کوئٹہ کا حاکم مقرر کیا۔

پھر شکہ جوی میں ابی سعد بن ابی وقاص کا کچھ زیادہ حکومت کا زمانہ متعینی نہ ہو چکا تھا کہ اُن کو کوئٹہ سے معزول کر کے اُن کے قائم مقام ولید بن عقبہ جو آپ کا ماں کی طرف سے بہائی تھا حاکم بنایا۔ اُس کی عملی حالت نہایت ہی مذموم تھی چنانچہ مستی کی حالت میں اُس نے فجر کی نماز وہ کی جگہ چار رکعت پڑائی۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہر مینے کچھ نماز میں ایذا کو دیا ہے جس پر نماز دوبارہ پڑھی گئی۔ ایک اس کی عملی حالت کا ٹھیک نہ ہونا اور پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوجہ قرابت کے اس کو اس مرتبہ تک پہنچانا بلکہ اپنے تمام رشتہ داروں اور قریبیوں کو جو خلیفہ اول و ثانی کے وقت بوجہ خاص شہادت اور بد اخلاقی کے جلا وطنی کا حکم حاصل کر چکے تھے۔ اُن کو پھر پاس بلا لینا۔ یہ لوگوں اور خصوصاً صحابہ کرام کے لئے نہایت ناگوار گذر رہا ہے پہلا سبب جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لوگوں کی نظروں میں ایک گناہ تھا معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے بنی امیہ کو بغیر لحاظ لیاقت و دینداری کے جو بڑے بڑے عہدے دیئے تھے پہلے عہدہ داروں کو معزول کر کے دے دیئے۔ اور اُن کی تنخواہ میں کچھ ترقی کر دی۔ صوبجات کی حکومت پر ایسے لوگ مامور تھے جو اسلام کے سخت دشمن تھے۔ اور خزانہ بیت المال اُن کی خاطر خالی ہو گیا تھا۔ کیونکہ اُن کی طبیعت میں سخاوت ایک فطرتی طور پر نہیں ہو چکے تھے۔ بنیال صلہ بھی کئے اُن کی زیادہ مدارات کرتے تھے۔ ۲۶ھ میں مسجد حرام کو آگ لگنے زیادہ کیا۔ اور اُس کے زیادہ کرنے کے لئے کئی مکان خرید کئے اور اسی سال میں ساہو رنج ہوا۔

۲۷ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرس پر چڑھائی تھی۔ کیونکہ سمندر کے کنارے اور شام کی پورانی بندرگاہوں پر حکمران تھے۔ اُن کو یہ بہت بُرا خیال تھا۔

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

معاویہ کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر خوب ہی اپنی بہادری کی داد دی کہ امیر معاویہ کو خبر میرہ سے باہر نکال دیا۔ بوجہ نہ تجربہ کاری کے جو امیر نے ایک دفعہ شکست کھائی پہر دوبارہ باز بہت اور اپنی بہادری کے ہمراہ ہو کر لڑائی کی جس سے ان کو شکست ہو گئی اور امیر منظر و منور ہوئے اور شہر کے رہنے والوں کو شہر سے نکال دیا اور بوجہ تسلط جانیے اور اسلامی شکست کو رونق دینے کے ان کے تمام قلعوں کو تہ و بالا کر دیا۔ اور شہر کو آگ لگا دی اور اسلامی ہتھ انداں کھڑا کر دیا۔

ایسی چوٹی چوٹی لڑائیوں میں سے زیادہ نمایاں کامیابیاں امیر معاویہ کو ہوئیں وہ قیصر روم کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے جب "وہ بحیرہ قسطنطنیہ کی سپر ایکسپریس جہاز پر ہی کے ساتھ کر رہا تھا اور قیصری ہتھیاری جہاز اپنے پہرے سے قیصری لوگوں کے دل کو مسرور کر رہی تھی۔ اور جھنڈے کے جھنڈ قیصری بہادر جزیرہ میں اپنی کامیابی اور شجاعت کے گیت گارہے تھے۔ اسلئے اس جنگ کو مستول کہتے ہیں۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو اپنی شجاعت اور اپنی ہمدانہ حمیت کے کام میں لا کر خوب دل کھول کر لڑے۔ کیونکہ ان کو دودنہ اپنے بہائیوں کا ذلیل ہونا ایک دلیر جہیز سے زیادہ کام کر رہا تھا۔ وہ خود اپنی مصنوعی خدا کے بھجن گاتے تھے اور اپنی صلیب کو بلند کرتے تھے۔ اور عسا کر اسلام میں با آواز بلند خوش ایچگی سے آیات قرآنی اور کلام ربانی کا پڑھنا اسلام کے شجاعوں اور بہادروں کے دل کو ابھار رہا تھا۔ اور خدائی جلالیت کے انتظار کا بلند غرور اللہ کے کفار گھول کر مار رہا تھا۔ اور حضرت مسیحؑ شہر کی پیٹنگی جو اس پیار خدا کی حبیبی صلیب کے پاک لبوں سے نکلے ہوئے تھے۔ اپنا نکلنے والا وعدہ کر رہے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بہت جنگ و جدل کے بعد قیصری پیرا شکست کھا کر تتر بتر ہو گیا۔ اور اسلامی پیری کی حمیت رہی۔ اور وعدہ استخلافت علی الارض کا مولا کریم نے پورا کر دکھایا۔ اور بچا پری قیصری اٹکا دو کا کوئی باوبانوں کے ذریعہ اور کوئی چپوں کے ذریعہ

کوئی واقف نہ تھا اس قدر فاتح اور ملک گیر ہو سکے کہ روسے زمین کے تمام طاقتور
سلطنتوں پر حملہ کر کے ان کو اپنی زیر قلم کر دیا۔ اور تلب فرمان بنایا اور تاریخی
اور مذکورہ کتب سلف کے ملکوں پر انہوں نے اپنا تسلط قائم کیا پھر اسی پر
اکتفا نہیں بلکہ مائٹرا اور سٹل کی پورالی بندرگاہوں سے لیکر جن کا ذکر کتاب
مقدسہ میں ہے پھر طرستشتر تک پائمال کر دکھایا۔ اور اسی نمایاں کامیابیوں
ان کو ہوئیں کہ وہ پورائے جزائر جن کا ذکر صرف بطور ضائع پورائے قبول
میں پایا جاتا ہے ان کو زیر حکومت بنایا یہ سب کچھ خدائی نصرت اور اسلامی
حمیت اور مصطفوی صداقت کا ظہور ہے جو عیسائی قوموں کو خیر میں ڈال رہا
ہے کیونکہ خدائی کا تھا اسلام کے ساتھ ہے۔

ان بحری فتوحات کی وجہ سے امیر معاویہ کے شام اور دیگر ممالک میں خوب
شہرت ہو گئی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہی یہ خبر پہنچی
کہ رفتہ رفتہ یہاں تک اقتدار بڑھا کہ امیر خلیفہ وقت کے بنائے گئے اور ملک
شام کا خلیفہ کر دیا گیا۔

۳۸ء میں بھی مختلف قسم کے واقعات پیش آتے رہے اور ۳۹ء میں
اصطخر غزوۃ اوقس فتح ہوئے اور مدینہ منورہ کی مسجد میں زیادتی کی گئی اور اسکو
منقوش پتھروں سے تعمیر کرایا اور اس کے ستون بھی پتھروں سے بنائے گئے
طول ایک سو ساٹھ ذراع اور عرض ایک سو پچاس ذراع مسجد ہو گئی۔ اور ۳۸ء میں
اصطخر کے رہنے والوں نے جو اسلامی سلطنت کے ماتحت تھے باغی ہو کر
اپنی امن انداز حکومت کے ساتھ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے اور ہر دہر شہر
جو آوارہ گردی کر رہا تھا اور شہر بشہر صوبہ صوبہ بھاگتا پھرتا کبھی تو وہ
کے عالی شان شہر میں قیام پذیر ہوئے اور کبھی سنتے ہیں کہ قباستان کو کوستان

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible][illegible]

آخر آمد ز پس پر وہ نقد پر پدید

اب مسلمانوں کی فوج نے خراسان کے وسیع صوبہ کی طرف رخ کیا اور اس کے فتح کرنے میں اپنی زور بازو اور خدائی نصرت کے نشان یکے بعد دیگرے تمام حصوں میں فتح کر کے قائم کر دی اور لپٹا کرتے کرتے وہاں پہنچے جہاں یزید بن ہاشم نے گزیر تھا کیونکہ مسلمانوں کی وقتاً فوقتاً فتح کی خبر سنا کر وہ کمبخت مروی نکلا اور اپنے مشہوری بخت کو ہمراہ لے کر ہوئے اور باقی جھوں کو عبور کر کے اور رگستان صحراؤں سے گزر کر ترکستان میں جا پہنچا۔ اور وہاں سے خاقان چین سے مطالبہ ملا وہاں خاقان چین پہلے تو کچھ لیت و لعل کرتا رہا۔ آخر کار وہ اپنی دلی آرزو تک پہنچ گیا۔ کہ خاقان چین نے اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور خاقان چین ہمراہ اپنی فوج کے ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا لیکن اسلامی فوج کی شان و شوکت اور جاد و جلال کو دیکھ کر چینی فوج کے چھوٹے چھوٹے گرو۔ اور انہیں تیری پھیل گئی۔ یہم خدائی ناگہانی نصرت کو خاقان چین دیکھ کر اپنی فوج کو لیکر ترکستان میں واپس آ گیا۔

نقد بر ٹل نہیں سکتی یزید کو کیا ہمراہ اپنی امراؤں کے کچھ مقابلہ مسلمانوں کا کرتا رہا۔ لیکن نابکے۔ اس کے امراؤں بھی اس کا ساتھ دینے سے تنگ آئے اور اپنی عزیز جان سچانے کے لئے اس کے تمام خزانے کو مسلمانوں کے حوالہ کر دینا چاہا۔ امرا کی دغا بازی کی خبر اس کو ہو گئی۔ وہ اس وقت مرو اور وہیں تھا۔ تو اس کے بہتر غلاموں کو کہا کہ محل کی کھڑکی سے رسیوں کے ذریعہ سے چھتے محل سے نیچے اتار دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا وہ چار بار سے خوف کے اندھیری رات میں پاپا وہ جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ اپنی جان کے خوف سے اسے راستہ کی تکلیف معلوم نہ ہوتی تھی۔ مگر تاہم تاحیج تک وہ ایک ہی دریا کے کنارے بس چکی پر جا پہنچا۔ جو قریباً شہر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ اور اس میں چکی والے سے عرض کی

[illegible][illegible]

ہفتاب کی طرح پوری ہوئی۔ جس کا مقصود یہ ہے کہ جب کسر سے ہلاک ہوگا تو اسکے بعد کوئی دوسرے کسر تخت نشین نہیں ہوگا۔ اور ملک ایران کے علمائوں کے قبضہ میں آجائیگا۔

اسی سال میں ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ ابو معاویہ نے حریت کی اور اسی سال میں قسطنطینہ ہرقل نے ایک جہاز لشکر جمع کر کے دریائی راہ سے اراد فتح دیار اہل اسلام کیا۔ کہتے ہیں کہ قسطنطین تین سو ہزار سرداران روم سے لبالب ہمراہ رکھتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ حال سنا تو حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو دریائی راہ سے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو خشکی کی راہ سے روانہ کیا حاکم مصر اور بادشاہ روم باہم متفق ہو کر مسلمانوں سے جنگ کرنے لگے لڑائی کی ایسی گرم بازاری ہوئی کہ جانبین سے مخلوق خدا مقتول اور مجروح ہوئے آخر کار بوجہ حمایت اسلام ہی غالب آئی اور مخالفوں کو شکست و آش ہوا۔ قسطنطین ہمراہ چند آدمیوں کے جو شکل اپنی جان کو انہوں نے ڈھونڈنے سے بچا یا تھا۔ جزیرہ صقلیہ میں جا پہنچا۔ صقلیہ کے رہنے والوں کو جب اُسکے بھاگ آنے کی خبر پہنچی کہ بادشاہ روم یہاں بھاگ کر آیا ہو۔ سب نے اُسکے پاس آکر کہا کہ اچھے فیصلہ تیری شومی بخت اور نحوست طالع سے تمام نصارے قوم تباہ ہو گئی اور ان میں اب اس قدر بھی سکت اور طاقت نہیں کہ اگر عربی سپاہ نصاری کے استقبال کا ارادہ کریں لشکر تو درکنار حضور نبی سے آدمی بھی اُس ملک سے نکال سکتے ہیں۔ بغیر ہاتھ پاؤں ہلانے کے وہ ملک کے مالک بن سکتے ہیں۔ بعد ہیئت قیل و قال اہل جزیرہ نے قسطنطین فیصلہ روم کو حاص میں قتل کیا اب مصر اور دیگر اکناف اطراف مصر کے مسلمانوں کے زیر حکومت ہوئے اور عبداللہ بن سعد کو وہاں کا حاکم مقرر کیا گیا عبداللہ بن سعد کا تقرر حکومت مصر پر اسلام کے لئے برکت کا باعث ہوا کہ اُس نے شمالی افریقہ پر چڑھائی

[illegible]

جو حبیبیں - میں اسلام کو لائے گا - اور نہ ہی جڑ بیروز گا۔

اسپر جنگ کی گرم بازاری ہوئی - اور جانبین سے بہادر جوان اپنی اپنی کھالیں اور جان نثاری کی داد سے رہے تھے - تلواروں کی چمک اور گھوڑوں کے قدموں کا غبار برق اور سیاہ گٹھا کا ناظرین کو سینہ دکھاتا تھا - عبداللہ بن سعد جانتا تھا کہ نیک نامی اور شہرہ آفاق کا باعث یہاں کی کامیابی ہے - خداوند کرم پر توکل کر کے - وہ ہر ایک پہلو سے اپنی فوج کے دل کو ابھارتا گہری عربی لہجہ میں سنائے - اور کبھی چہاؤ کی فیصلت بیان کی - اور کبھی خود غرض دشمن کی فوج پر جا پڑا - غرض کہ وہ بار بار دشمن پر حملہ کرتا تھا - اور جہیں بھی خوب مردانگی سے لڑتا تھا - کیونکہ وہ بھی جانتا تھا کہ میری حکومت کا دار و رسا اسی لڑائی پر ہے - جس طرف جانا اُس کی بیٹی بھی بھراہی جاتی تھی - اور وہ دو قسم کو جھٹیلنے سے لڑکھے لڑکھے کرتوں سے بہادریوں کے دل لے جاتی تھی - کہیں تلوار سے اگر خطا کیا تو شمشیر نگاہ اپنا قلم بنائے نہ چوڑتی تھی - سنان حدیدی اگر خالی نہیں آیا سنان شتر گانی بہاؤ کی خالی جاویگا - گویا ہر ایک طرح وہ لوگوں پر حملہ کرتی تھی - اور لوگ اس کی ہر ایک حرکت سے ڈگ بجاتے تھے - مدت تک سرگرمی سے لڑائی ہوتی رہی - مگر جانبین سے کسی کو کوئی صورت اپنی فیروز مندی کی نظر نہ آئی مختلف جگہ اور مختلف موقع پر لڑائی ہوئی - صلی الصبح لڑائی شروع ہوتی تھی اور نماز آفتاب کی وجہ سے عین دوپہر کو لڑائی بند ہو جاتی تھی - اس وقت جنگ اور فازی لوگ مارے تابش آفتاب کے مثل ماہی بے آب بیتاب ہو کر اپنی جگہوں میں پناہ گزین ہوتے تھے -

جہیں سپہ سالار درمیان مارے خنجر کے دانت پٹیتا تھا - اور پیران تھا کہ میری اس قدر عظیم فوج کو اس تھوڑی سی اسلامی فوج نے ناک میں دم کر رکھا ہے

کہاں ہو لیکن وہ کہیں نظر نہ آیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ عبداللہ سپہ سالار
 فوج اسلام اپنے خیمہ میں ہے۔ تو زبیر نے سیدھا خیمہ کا رخ کیا۔ اور وہاں جا کر اس کی
 اس نسبت بہتی پر کچھ ملامت کی عبداللہ نے عرفیہ بجا میں ہو کر اپنے پیچھے رہتے اور اپنے
 آپ کو میدان جنگ سے علیحدہ رکھنے کی وجہ بیان کی۔ زبیر نے کہا کہ یہہ گھبراہٹ کی
 کونسی بات ہے۔ تم ہی ایک اشتہار اس مضمون کا اپنی فوج میں دیا ہو کہ جو شخص
 چڑھیں گا سر کاٹ کر لائیگا تو اس بہادری کے صلہ میں اس کو ایک لاکھ شہرئی اور
 اور ماہر و شہزادی و دختر جس انعام میں لگی۔ عبداللہ نے اس نصیحت پر غلٹ کیا
 کہ اس مضمون کا اشتہار اپنی فوج میں دیا۔ دوسری صبح کو تھوڑی سی فوج روانہ
 کی۔ جو بچاؤ کے لئے کافی خیال کیا جاسکتی تھی۔ اور باقی فوج کو اپنے کیمپ میں رکھا
 جب آفتاب ست راس پر پونچھا اور دونوں طرف کی فوجیں تہکی مادی اپنے
 خیمہ کا ہوں میں چلی گئیں تو عبداللہ اور زبیر اپنی پس ماندہ فوج کو لیکر ٹھکے ماندے
 رومیوں پر نہایت سرگرمی سے حملہ آور ہوئے۔ خوب لڑائی کے بعد زبیر نے رومی
 سپاہیوں کا پتہ نکالا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ وہ اُس محبوبہ ماہر و شہزادی جو ہر ایک ہونہر
 میں اپنا بچے ہر کرب رٹا کرتی تھی۔ اس کے انتقام لینے کو آگئے تھی۔ اسلامی فوج
 نے اُس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور وہیں گرفتار ہو گئی۔ رومی فوج کو شکست
 فاش ہوئی۔ اور وہ نہایت ہی دولت مند شہر سیفیلہ کی طرف فرار ہو گئے پھر مسلمانوں
 نے وہاں جا کر بھی اس شہر کو فتح کر کے خوب لوٹا لیا۔
 جو جس قتل ہو گیا۔ اور لڑائی ختم ہو گئی۔ ظاہر میں اسی مشہرہ انعام کا دعویٰ عبداللہ
 کو معلوم ہوا۔ کیونکہ اس نے زبیر سے قتل کیا تھا۔ جو اپنی مخالفانہ دلدادگی سے اسے
 اکہی اور کوئی خیال نہ رکھتا تھا۔ وہ خاموش تھا۔ الا اُس کی بیٹی اُس مری نوجوان
 زبیر کو دیکھ کر رونی تھی جس سے اس نے قتل کا نام ظاہر ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ

میشا پور سے خراج آتا ہے۔ کہیں افریقہ کی طرف سے محاصل بیت المال میں جمع ہو رہے ہوں
 غرض کہ ہر ایک قسم کی خدائی نصرت دکھائی دے رہی ہے۔ لیکن جہاں خارجہ دواں
 گل بھی ہے اور یہاں کمال ہے وہاں زوال۔ اب وہ دن بھی قریب آگئے ہیں کہ
 موسم خزاں اپنی زبردست دل آزار طاقت سے پہلوؤں کو تیر مردہ کر دے۔ اور
 کمال کو زوال سے تبدیل ۷

اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن جب چشم کھلے گل کی تو موسم ہے خزاں کا
 اب پہلی بدشگونی تو حضرت اقدس فداہی دہلی محمد رسول اللہ کی مہر کا حضرت
 عثمان سے چاہ رو میں گرجانا۔ جس سے زوال نعمت کے لئے ایک نفعی نشان کا پتہ
 مل سکتا ہے۔ اور پھر صحابہ کرام کا بوجہ قربت نبی امیہ جو بلا طنی سے حضرت سے واپس
 منگوئے تھے اور پھر اعلیٰ مرتبہ پر ان کو مقرر کیا گیا تھا۔ اور ان کے وظائف کی
 انفرادی میں بیت المال کے خراج ہو جانے کی بھی بوجہ جلی عادت فیاضی کی پرواہ نہ
 کی جاتی تھی۔ بہت کچھ ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ سواب ہر ایک طرف سے خزان کی ہوا
 شروع ہو گئی۔ اور واقعہ شہادت اور حاضری دربار حضرت محمد رسول اللہ صلعم
 کا وقت قریب آگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زمانہ خلافت میں ایک سیر حسن کا
 سپاہی امیر بن شعیبہ تھا۔ ہندوستان کی طرف بھی روانہ کیا تھا۔ وہ طے
 منازل اور قطع مسافت کرتا ہوا کالی کٹ پر پونچا۔ گو عربی بولی کی مہارت تو
 کسی کو نہ تھی۔ لیکن اسلام کی روحانی فیض اور اکی نصرت نے ایسی تقاطعی قوت
 دلاں پر نمودار کی کہ اسلامی خوبوں اس شہر کے والی جراحہ موزن نہا مسلمان
 کے بغیر نہ پھوڑا۔ پھر تمام شہر اپنے حاکم کو دیکھ کر مشرف اسلام ہوا۔ اور صدقے
 ادا الہ اللہ محمد رسول اللہ بجائے رام رام کے بلند ہوئے۔ الحمد للہ والسلام علی من

[illegible]

میں الحارث بن ملک جو اشتر الخفنی سے مشہور تھا۔ اور ثابت بن قیس النخعی اور جابر بن زبَاد اور زید بن صوبان العبیدی اور اسکا بھائی سمعہ اور حنظل بن زبیر و عروہ بن ابیجر اور عمرو بن الحمق بھی شامل تھے جب لوگ شام میں امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو وہاں بہت کچھ بحث و مباحثہ اور قیل و قال ہوتی رہی۔ اور دونوں طرف سے مختلف قسم کے سخت جواب سوال ہوتے رہے آخر شام میں امیر شام نے ان لوگوں کو سخت ڈرایا۔ اور بڑی بڑی دھمکیاں دیں اور کہا کہ اس مخالفت کا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ مگر مخالفت کب سنتا ہے انہوں نے ایک زبانی بلکہ ایسی ناشائستہ حرکت سے پیش آئے کہ امیر شام کی دائرہ پکڑ لی۔ اور ہرگز بے ادبانہ اور ناشائستہ حرکات انہوں نے کیں۔ جن کو حرف بحرف امیر شام نے لکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا وہاں سے حکم ہوا کہ ان کو پھر سعید بن العاص کے پاس کوفہ میں روانہ کر دو۔

جب وہ کوفہ میں آئے تو اس سفر کی برکت یہہ ساتھ ہی لائے کہ پھر برما حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت اور مخالفت شروع کر دی۔ اور ہر ایک جگہ اور مجالس میں یہی تذکرہ شروع تھا۔ اس تحریک کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمام اہل کوفہ مخالف کبھی کے ساتھ متفق الرائے ہو گئے اور تمام کوفہ بغاوت پر آمادہ ہو گیا۔

۳۲ھ ہجری کو سعید بن العاص خود آستانہ بوس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ اور تمام ماجرائے بغاوت اور فساد کا حضرت خلیفہ برحق کے سامنے عرض کیا۔ جس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ کوئی لوگ کیا چاہتے ہیں سعید بن العاص نے عرض کی وہ چاہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری ہمارا سردار ہو۔ اس بات کو سن کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کر کے کوفہ کی طرف روانہ کیا۔

وجہ دوم مخالفت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروان بن الحکم کو پانچواں حصہ محصول افریقیہ جس کی قریباً پانچ لاکھ دینار سالانہ آمد تھی۔ دیدیا تھا۔ اس امر کی نسبت شعراء نے بھی اپنے مختلف طریق پر طبع آزمایاں کی ہیں۔ چنانچہ عبد الرحمن بن کندی کہتا ہے۔ (تبرک ابیہ شاعر عربی) مجھے خدا کی قسم ہے اُس ذوالجلال خدا نے کوئی عیب اور بے فائدہ نہیں بنایا۔ مگر تو نے ہمارے لئے ایک فتنہ برپا کر رکھا ہے کہ ہم اور تم دونوں اس میں آزمائے جاویں۔

پہلے جو دو خلیفہ گذرے انہوں نے تو (بعد رسول اللہ) ایک ہدایت کا مینار قائم کر دیا تھا اور انہوں نے کوئی دینار و درہم فرسبے نہیں لیا۔ اور نہ ہی بیت المال کو اپنی نفسانی خواہشات میں صرف کیا۔ مگر تو نے ایک ملعون کو اپنا قرین بنایا جس کی تاثیر یہ ہوئی کہ ماستبق طریقہ کو تمام بیت ذاب و کر دیا۔ تو نے اہل اسلام کے حقوق کو ضائع کر کے جو مال تمام مسلمانوں کا تھا۔ اُس کا پانچواں حصہ مروان کو دیدیا۔ تو نے اپنی ہی کنبہ پروری کی اور لوگوں پر ظلم کیا۔ اور کسی حق کی حق رسی نہ کی۔ اور ایسے ایسے بہت اشعار ہیں جو حضرت عثمان غنی کی مخالفت پر لکھے گئے جنہوں نے تمام ملکوں میں حضرت عثمان کی مخالفت کی آگ بھڑکا دی۔

تیسری وجہ مخالفت۔ باغ فدک جو بیت المال کا حق تھا مروان نے جو مجھے اپنے وسیع اختیارات کے اُس کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس کی آمدنی جو مسکینوں اور فقیروں کا طعمہ تھا۔ اُس کو اپنی مصارف میں خرچ کرنے لگا۔ اور بیت المال میں ایک پائی تک نہ پہنچائی۔ یہ باغ عمرو بن عبد العیز کے زمانہ تک مروانیوں کے قبضہ میں رہا آخرش اُس نے اولاد مروان سے چھین کر بہت بیت المال میں شامل کر دیا۔

چوتھی وجہ مخالفت کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی ستمبر کے دنوں زینہ چوڑ کر حنبر خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ ثانی عمر رضی

ورسول اسکا تصرف مجھے جائز اور درست ہے۔ پھر یہ دعویٰ کہ اسے مولا میرے مخالفوں کو پشیمان کر کے وہ اس اپنی مخالفت کا رروائی سے پشیمان ہوویں۔ اور میری مخالفت نہ کریں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سن کر حضرت عمار بن یاسر (جوان مسلمانوں میں تھے) جو سب سے پہلے مشرک باسلام ہوئے تھے اور ان کی نسبت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ عمار میں سر سے پاؤں تک ایمان داری کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی ہے (اٹھ کھڑے ہوئے اور خلیفہ ثالث کی کلمات کی تردید کی۔ جیسر بنی امیہ جو حضرت عثمان کے رشتہ داروں سے تھے اُس بزرگ صحابی پر حملہ آور ہوئے۔ اور اسقدر مارا کہ حضرت عمار غش کہا کر زمین پر گر گئے۔ حضرت عثمان کے اس ظلم کی خبر تمام ملکوں میں پھیل گئی اس زود کوب کو سن کر حضرت زوہ تمام لوگ دست بردار ہو گئے۔ کہ رسول عربی صلعم کے ایک خاص دوست کے ساتھ جلا وطن رسول نبی امیہ نے ایسی برسوں کی ہے اور کسی کی ان کے سامنے کیا وقعت ہوگی۔ اب سرگرد و مفسدان ابن کعب کہہ رہے ہیں جو پہلے یہودی تھا / مفتو ملک کیا کہ وہ اپنے یہودی دل کے انش مخالفت کو مسلمانوں کے باہمی جنگی خانہ سے ہٹا کرے۔ اُس فتنہ پر داز نے یمن سے لیکر حجاز اور وٹاں سے بصرہ کو فہ شام اور مصر میں جا کر خلیفہ وقت اور ان کے مقربان بارگاہ کی برخلاف شکایات کر کے لوگوں کو بڑھکانہ شروع کر دیا اور لوگوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے زیادہ ارا دتمند پاکر حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت کا استحقاق ثابت کرنے پر زور دیا۔ اور کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا حق چھین لیا ہے۔ اور تحریر اور تقریر کے اسپر زور دیکر اور لوگوں کے دلوں کو اس طرف جھکا ہوا دیکھ کر یہ صلاح دی کہ تمام لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاکی ہیں وہ ایک ہی وقت

بصرہ بھی ہماری اہل مصر ہو گئے کیونکہ ان کے دل کہی ابن کعبہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مختلف شکایتیں سنا کر بظن کر دیئے تھے۔ بعد قطع منازل وہ لوگ مدینہ منورہ کے باہر تین میل کے قریب بنیہ زن ہوئے۔ یہ سب ارادت دلی تین قسم پر تھے۔ بصرہ کے لوگ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتے تھے۔ اور اہل کوفہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے اراد مند تھے۔ اور مصری لوگ اپنے آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ میں شمار کرتے تھے۔

ارباب خروج نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف عرضداشت لکھی کہ ہم لوگ مظلوم ہو کر یہاں آئے ہیں۔ فیصلہ کرنے کے لئے یا تو ہمارا انصاف کیجئے اور ہماری شکایات کو دور کیجئے۔ ورنہ عہد خلافت کے دست بردار ہو جائے ہم جس کو چاہیں خلیفہ مقرر کریں۔ ان کے آنے کے بعد جمعہ قریب تھا۔ جمعہ کو دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھی۔ بعد ختم تمام نماز اپنے خطبہ پڑھا۔ اور ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! سو! خدا جانتا ہے اور اہل مدینہ بھی اس امر سے واقف ہیں۔ کہ تم پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ محمد بن مسلم الانصاری نے کھڑے ہو کر تائبہ کی۔ اور کہا میں ہی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ واقعی یہ لوگ ملعون ہیں۔ اس بات کے سننے سے اہل خروج کی آتش غضب زیادہ مشتعل ہوئی۔ اور بے شمار پتھر برسائے شروع کر دیئے۔ چنانچہ ایک پتھر منبر پر خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کو ایسا لگا کہ آپ بیہوش ہو کر منبر سے گر پڑے۔ اور لوگوں نے اٹھا کر ان کو ان کے گھر پہنچایا۔ سنا جاتا ہے کہ اہل مدینہ میں سے ہی ایک باعث نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا۔ جو چند معزز صحابی تھے۔ مثلاً سعد بن ابی وقاص و زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حسن بن علی کرم اللہ وجہہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو

[illegible]

کوئی قصور بقاضا بشریت سرزد ہوا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ آپس میں جو بھارتی
سیدالائش والجان محمد رسول اللہ صلعم اللائب صین الذائب کس لاذیب
لئے کے توبہ کرتا ہوں۔ کیونکہ اسوقت میرے لئے توبہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں
کیونکہ اب میری عمر کا زمانہ اخیر پر ہے۔ جس کو تمہیں سے کچھ کہنا ہو وہ کہہ دے
ہم انشاء اللہ اچھی طرح سے اسکی حق رسی اور داد دہی میں سعی کرینگے۔ اس خطبہ کے
ختم کے بعد آپ منبر سے اتر کر اپنے دولت سرے میں تشریف لائے۔ اسوقت
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی غیوبیت میں اس مجمع عام کو فرمایا کہ اسے
مسلمانوں جو کچھ امیرالمومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر واجب تھا انہوں
نے کہہ بسنا یا۔ وہ اپنا حق ادا کر چکے۔ خدا ان کو توفیق دے۔ اس مؤثر تقریر سے
لوگوں کے دل گھل گئے۔ اور کچھ بذنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لوگوں کے دلوں
سے دور ہوئی۔

مختصر سی دیہ کے بعد چند آدمی آپ کی ملاقات کے واسطے آپ کے در دولت پر حاضر
ہوئے۔ مردان اُس کے ساتھ بہت بدسلوکی کی۔ جو ان کو ناگوار گذری۔ جس سے
ان کی دوشی مبدل بہ دشمنی ہو گئی۔ اور فتنہ کی بجھی ہوئی آگ پر سر لگ اُٹھی۔ اور جن
طنبی بذنی کے روپ میں آگئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل بغاوت نے شورش کر کے
دولت سرے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھیر لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی سے سربراہ نکال کر دیکھا۔ اسوقت اہل فتنہ کچھ سوال معترضاتہ طور پر کئے۔
جن کے جواب خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ نے ایسے معقول دیئے۔ اہل فتنہ ہمت تن مسکو رہا
اور منجول ہو گئے۔ اور اپنے اسوقت بھی فرمایا کہ بیٹے اپنے پیارے حبیب محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ لا یحل دم ادرع مسلم الا بانعلی
ثلاثة الکفر بعد الايمان والزنا بعد الاحصان وقتل النفس بغير الحق۔ کہ

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

وہ قابل ہو یا نہ ہو۔ خلیفہ مقرر کر دیں۔ آپ قتل سے نہ ڈریں۔ کیا آپ نے حضرت عثمان
 محمد رسول اللہ صلعم سے (فداہی والی) نہیں سنا۔ کہ آپ کے شان میں فرمایا تھا
 یا نزع فیض الی اللہ پہر ظاہر ہے کہ یہ فیض امر خلافت ہے آپ اس کو نہ آتاریں
 آپ بموجب فرمان کتاب و سنت مخالفین کو دعوت فرماویں اگر قبول کر لیں قبہا
 ورنہ آپ اپنا حق ادا کرنے میں مغرور خیال کیئے جاویں گے۔

اس مذکورہ بالا مشورہ پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی طرف سے
 مخالفین کی طرف دعوت الی اللہ کے لئے معیرہ بن شعبہ کو ارسال کیا۔ حضرت
 معیرہ نے موافق کتاب و سنت بہت کچھ وعظ و نصحت کیا۔ پہلا مخالف دل اسکو
 کیوں قبول کریں گے۔ مخالفین کو وہ کارروائی بالکل مخالف طبع سیجی۔ اور حضرت
 معیرہ بن شعبہ اس مغوضہ ڈپٹی میں ماکامیاب ہی واپس آئے۔

پہر خلیفہ ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ہم کام پر عبد اللہ بن سلام کو اس کام
 پر تعینات کیا۔ انہوں نے جا کر مخالفوں کو مخاطب کر کے کہا یا ایہا الناس تم نے
 کیوں تاقی خلیفہ ثالث کے خون گرنے پر کمر باندھی ہے۔ خدا اور رسول صلعم سے
 ڈرو اور اپنے امام کی اطاعت میں ثابت قدم رہو۔ اگر تم خلیفہ رسول صلعم کو شہید
 کرو گے تو یہ بد رسم تاقیام قیامت دور نہ ہوگی۔ خلفا قتل کئے جاویں گے ان کا
 گناہ تم پر ہی ثابت ہوتا جائیگا۔

دوسرے پہر جب حضرت سید بن واہب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے ہیں تب خدا کے محافظ فرشتے اس سبب کہ
 شہر کی حفاظت کرتے ہیں تمہارے خلیفہ کے قتل سے وہ اپنی محافظت کو چھوڑ
 دیں گے۔ پہر تم کو ہمیشہ اپنے دشمنوں سے سخت سخت تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچنی پڑیں گی۔
 تیسرے پہر کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تم کو گواہی دیتی ہے۔ تم ان جو

گر کے اُس کی جگہ محمد بن ابی بکر حاکم مصر قرار کیا جاوے۔ بوجیب صلاح حضرت علیؓ لکھ دیا اور حضرت
 محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے نام لکھ دیا۔ مصر کے حاکم ہونے کا پروانہ لکھ دیا اور مصر کی
 حکومت محمد بن ابی بکر مع اہل مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی
 مدینہ سے رخصت ہو کر مصر کی راہ لی اور چند منزلیں ہی قطع کی تھیں کہ ایک شخص کو
 دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شتر پر سوار ہو۔ اور مصر کی طرف چھٹی پائے پہلے جا رہا
 ہے اُس کو پا کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو۔ (شتر سوار) میں فاطمہ بنت خلیفہ
 زمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہوں اور والی مصر کی طرف خلیفہ دوران کا پیغام لئے جا رہا
 ہوں (محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ) کیا تیرے پاس کوئی فرمان یا خط ہے۔ (شتر سوار) نہیں

جب تماشائی لیگئی تو ایک خط سریر نظر آجس میں لکھا تھا
 خلیفہ وقت عثمان کی طرف سے والی مصر کو یہ حکم ہے کہ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ
 مصر میں پہنچے تو اُس کو قتل کر دینا۔ اور بعض کو فلاں فلاں ہے اُن کو قید کر دینا
 اور مصر کے دار الخلافہ کو لپٹے ماتحت رکھنا۔ کسی کو نہیں دینا۔

جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے یہ مضمون دیکھا وہاں سے واپس آئے اور ساتھ ہی
 تمام اہل مصر کو واپس لائے۔ اور وہ جہیں اہل بغاوت جو شاید مدینہ سے ابھی
 دُورین منزل تک ہی مدینہ سے واپس گئے ہونگے سب کی طرف آدمی بھیج دیا کہ تم
 لوگ سب مدینہ منورہ کو واپس چلے آؤ۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تے واپس آتے ہی وہ خط حضرت علیؓ لکھ کر علم ابید
 وجہ کے حضور میں حاضر کیا۔ کیونکہ انہیں کسے ذریعہ یہ اہم معاملہ طے ہوا تھا کہ
 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ خط آپ کا
 ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ ہر اور شتر سوار ہے اور خط میرا نہیں۔
 بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ اس فقرہ کا بانی مروان بن الحنفیہ تھا

ایسی رفت آمدیں نظر کرتے اُن کے شکایات اور غم پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور نہ وہ باز آہستہ آہستہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پیار سے کہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ کو علم اللہ و چوکی نور میں
ارسال کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو ہاشم کے دربار میں پہنچے انہیں پانی کی خدمت عثمان رضی
اللہ عنہ کے دولت سرا میں بھیجوا دیں اور اپنے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
تعالیٰ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر
کھڑا کر دیا۔ کہہ کر گئی تو اور کہا بہار دیں۔ تاکہ کوئی مخالف خلیفہ دوران کو کسی قسم کا اندیشہ
یا کرب نہ دے۔ اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادوں
کو کہا وہ بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح بہار دیں۔ اور خلیفہ دوران کی حساب کتاب
توڑ کر نہایت سچی سے کریں۔ چاروں صاحبزادوں نے اپنی متوجہ دیوٹی میں کوئی کسر
باقی نہ چھوڑی۔ اور دروازہ کو کسی مخالف کو ہم حرات نہیں ہوئی۔ کہ وہ اندر جا کر
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچا سکیں۔

جب اہل خلاف نے دیکھا دروازہ اہل خلافت پر ختم ہو گیا تو یہاں یہاں سے
ہم اپنے مقصد کو نہ پہنچ سکیں گے۔ موقع پا کر بس بیٹھ دیوار مکان کو نقب لگا کر
اندر داخل ہوئے دوران میں داخل ہو گئے۔ متعلقان و غلامان حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک دیا۔ اور کہا اب اس موقع
ہو چکا ہے۔ اس لئے بیٹے رات کو اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خواب میں دیکھا ہوا تھا حضرت م فرماتے ہیں اسے عثمانؓ کی ہمارا سا زورہ فطرت
کرے گا۔ تاہم یہی غیرت کا تقاضا تھا۔ کچھ اُنہوں نے مقابلہ نہ کیا۔ بلکہ انہیں
لوگ زیادہ تھے کسی کو زخمی کسی کو مار کر محل کی چھت پر چڑھ گئے۔

خافضی شفی نے اس واقعہ میں حبیب کہ وہ سنی رحیم انسان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
میں راجحان و استقلال سے ملاقات قرآن شریف کے ساتھ کیا تو ایک تلوار اٹھا

دفن کر دیا گیا۔ جو آپ نے قتل کے وقت زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ آپ کو غسل نہیں دیا گیا اسی طرح مذبح فی اللہ مدفون کئے گئے۔

کسی نے حضرت سعید بن مسیبؓ پر چچا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حال تھا تو آپ نے فرمایا۔ بلایا وہ مظلوم شہید ہوئے۔ قاتل اُن کا ظالم ہے۔ اس لئے کہ آپ نے کسی سے مقابلہ نہیں کیا۔ اور خداوند تعالیٰ اُن سے بہت راضی تھا۔ وہ خلیفہ رحیم اور نرم دل تھے۔ اور کریم اور بزرگ تھے۔ اور وہ عفت اور اصلاح کے مقتدا تھے۔ اور وہ رشد و فلاح کے امیر تھے۔ وہ بدعاشوں کو ملک سے نکال دیتے تھے وہ شب بیدار طلب فانی اللیل والنہار میں شہید اسے مجنون و اذیلاوت قرآن کریم اُن کا ولیرہ تھا۔ خدائی عبادت میں بخیر و ریاء ملکہ اداری کے مشغول رہتے تھے اب سچ تو یہ ہے کہ غزوات اور فتوحات ختم ہو چکی۔ اور تقسیم اموال غنائم منقطع۔ آپ کی فیاضی کے باعث مچکے لقب غنی پڑ گیا تھا۔ اور آپ نے ہزار ہا روپے اپنی رقم میں تقسیم کر دیئے تھے۔ پہرہ آپ کے گھر میں بے شمار مال پایا گیا۔ جو مخالفوں نے لوٹا اور اس مال کا بہت سا حصہ ایسا تھا۔ جو آپ نے خیراتی کاموں کے لئے علیحدہ جمع کر رکھا تھا۔

آپ کی خلافت اسی طرح واقع ہوئی جس طرح سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہے۔ کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیادیں رکھا۔ پہر حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا کہ تم اپنا پیچھر میرے پیچھر کے پاس رکھو۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تم اپنا پیچھر حضرت ابوبکرؓ کے پیچھر کے پاس رکھو۔ اور پہر حضرت عثمانؓ کو فرمایا کہ تم اپنا پیچھر حضرت عمرؓ کے پیچھر کے پاس رکھو۔ پہر

دوران افکان عمران غلام اور صاحب شرط عبداللہ بن مجہد بھی اور محاضر ابن مین کہا ہے کہ ابن قنفذ بھی تھا نقش خاتم امت باللہ مخلصاً۔

نور الابصار و تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باعصمت بیوی چلائی کہ امیر المومنین قتل ہوئے گو وہ بھی نہم بقول یعنی کہ حضرت عثمان غنی کے بچاؤ کے لئے جب اُس نے اپنا آپ خلیفہ پر ڈال دیا تھا اگر ایک غلام وہاں نہ ہوتا کہ جس نے اُس کو وہاں سے علیحدہ کر دیا تھا تو یقین تھا کہ وہ بھی اپنی سچی محبت کی داد اپنے بے گناہ اور بزرگ خاندان کے ساتھ دیکر شہید ہو جاتی جو اب سکی نازک انگلیں مجروح دکھائی دے رہی ہیں۔ تو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو اُن کو بد لوح پایا۔ اور رونے لگے اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما حضرت سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر صحابہ کو بھی سب کی عقل جاتی رہی۔ اور اُس طرح کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حنین کو اسی طرح کے سوال و جواب کئے جو اوپر لکھے گئے ہیں۔ ۔۔۔۔۔ اور لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ بھی ہمراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محصور تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کی قسم ہے تلوار نہ چلانا وہ تو میرا مارنا چاہتے ہیں۔ میں مومنین کو اپنی غیرت جان و دیکو بچاؤں گا۔ اور مومنوں کا کفارہ ہو جاؤں گا حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے اپنی تلوار ہینک دی۔ اب تک معلوم نہیں کہ وہ کدھر گئی۔ کعب بن مالک نے اس بارے میں کیا اچھا کہا ہے۔

وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّ اللَّهَ لَبِئْسَ بَعَاثًا
وَقَالَ لَا هُلَ إِلَّا لِلَّهِ أَلْقَاهُمْ
وَأَقْبَلَ أَنَّ اللَّهَ لَبِئْسَ بَعَاثًا
عَفَا اللَّهُ عَنْ كُلِّ امْرِئٍ كَمْ يَقَاتِلُ

(ترجمہ) اُس نے (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اتھوں کو روک لیا اور روزہ بند کر لیا اور وہ یقین تھا کہ میرا مولا میرے حال سے غافل نہیں ہے۔ اور اپنے تمام گہروالوں کو کہہ دیا کہ لڑائی نہ کرنا۔ خدا ضرور درگزر اور معاف کرے اُن کو جو لڑائی نہیں کرتا۔

کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یقیناً وہ گواہی دیتا ہے محمد مصطفیٰ ﷺ
 وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور بہشت و دوزخ اور قبروں سے قیامت
 کے دن اٹھنا۔ خدائی وعدے خلاف نہیں ہوتے یہ سب سچ ہے اس اعتقاد
 پر ہم زندہ ہیں۔ اور اسی پر مرینگے۔ اور اسی پر قبروں سے اٹھیں گے۔ انشا اللہ
 خدائی رحمت کے ذریعہ سے ہم امن میں ہونگے۔

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے معظتِ حسنہ اور اخیرِ خطبہ لکھ کر
 ہم اُن کی اولاد ازواج کا ذکر کریں تاکہ آپ کے تمام حالات پر ناظرین کو بطور ملاحظہ
 کلاماً ترک کلاماً واقعی حاصل ہو جاوے اور عام محاورات کو ان کلمات طیبات پر
 خداوندِ کریم توفیقِ عمل رفیقِ رفیق فرماوے ۛ

این آرزوئے من چه خوش است تو بدیں آرزو مرا بر پا

حضرت عثمان بن عفان کے چند کلامِ معظت

- (۱) غم آخرت پس ایک نور ہے۔ اور غم دنیا دل میں ایک اندھیرا ہے
- (۲) تاک دنیا خدا کا دوست ہے۔ اور گناہوں کا تارک فرشتوں کا پیارا ہے جس طرح
 طبع سے کنارہ کیا وہ اہل دنیا کا محبوب ہو گیا۔
- (۳) چار چیزیں ہیں جنکو ظاہر دیکھو تو ان میں ایک خوبی ہے۔ اور شقیقت میں وہ چاروں
 ہی فرض ہیں۔

لاول انیکول سے لیتا۔ ایک خوبی ہے اور ان کی اتباع کلی الاصلاح فرماتا ہے
 (دوم) قرآن شریف کا پڑھنا۔ ایک خوبی ہے۔ اور اس پر عمل کرنا عین فرض ہے
 (سوم) بیاہر پرسی کرنا ایک خوبی ہے۔ اور مرضی سے وجہیت یعنی فرض ہے۔

اول ایسے شخص کی مجلس سے دین اور ایمان درست اور ترقی پذیر ہو۔ دوہم اپنی زبان اور سرگاہ کو قابو میں رکھنے (سوم) دنیا کی خوشی اور ثروت اپنے لئے وبال جان سمجھنا (چہارم) شہادت کے خوف سے حلال چیزوں سے ہی پیٹ نہ بہرنا۔ (پنجم) پیہ خیال نہ تمام دنیا کو نجات لگائی بس ایک میں ہی ہوں جو پاکت کا سامنا کر ڈھو (۶) میں اس شخص سے نہایت ہی تعجب کرتا ہوں جو جانتا ہے کہ میں نے فرما ہے اور پیروہ منہی اٹاتا ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ دنیا فانی ہے پھر اُس سے دل لگاتا ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ دفع برحق ہے پیروہ گناہ کرتا ہے اور جو وہ اُس جتنی مطلق ذوالجلال خدا کا قایل ہے اور پیروہ سرور کا ذکر کرتا ہے۔ اور جو اس بات کو جانتا ہے کہ بہشت بھی کوئی چیز ہے پیروہ دنیاوی تعیش و آرام میں پڑ جاتا ہے۔ اور جو اس بات کو جانتا ہے کہ شیطان اُس کا دشمن ہے اور پھر اُس کے کہنے پر قدم مارتا ہے۔ اور جو تقدیر کو مانتا ہے اور پھر کسی بات کے قوت ہو جانے پر اظہارِ رنج کرتا ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ قیامت کے دن حساب پڑنا پڑیگا۔ پھر مال جمع کرتا ہے۔

(۸) عارف باللہ کے پیہ نشانات ہوتے ہیں (۱) دل میں رجا و خوف اور نہاں پر الہی حمد اور تعریف (۲) آنکھوں میں گریہ اور حیا دل میں ترک دنیا و رضا با تقضا (۹) میں دنیا میں تین باتوں کو پسند کرتا ہوں۔ بہو کوں کو کھانا کھلانا اور بنگلوں کو کپڑا پہنانے کو اور قرآن شریف کی تعلیم تعلیم کو۔

(۱۰) دنیا میں دس چیزیں ہیں جو بالکل بھگی ہیں۔

پہلے وہ عالم جس سے کوئی مسئلہ نہ پوچھا جائے (اور نہ وہ بتائے) دوسرے وہ علم جو عمل ہو۔ تیسرے وہ اوزار جو متعل نہ ہو۔ اور کام نہ لایا جاوے چوتھے وہ رائے صاحبِ حق قبول نہ کیا جاوے۔ پانچویں وہ مال جو خرچ نہ کیا جاوے چھٹے ایسی سبج جس کو نہ زبردستی کھاوے۔ ساتویں وہ علم جس کی تہذیب کی آئی نہیں دنیا کے کامیگانہ مشا

یہ خبری کلمات طیبات ہیں جو خلیفۃ ثالث کی زبان مبارک سے
 نکلے۔ اور ہر آپ نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا۔ مناسب یہی ہے کہ ہم یہی
 ذوالنورین کو اپنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخیر کلمات پر ختم
 کریں۔ اور ان کے متعلقات کا بھی ذکر ہدیہ ناظرین کر دیں تاکہ ہر پند بھیرت

کا باعث ہو۔

تقلا

ذکر اولاد وغیرہ میں

حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نوپسرسات دختر تھے
 عبداللہ اصغر ان کی ماں رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور
 بعض نے کہا ہے ناخنہ بنت عزدان بہیم صغیر سن میں ہی فوت ہو گئے تھے
 چہم چہم سال کے تھے۔ کہ ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں چوچ ماری تھی
 اس سے بیمار پڑے۔ اور انتقال کیا۔ دوم عبداللہ اکبر بہیم بڑے تھے عمر
 میں اور ان کی اولاد بہت بڑی تھی۔ مقام منے میں ان کا انتقال ہوا۔
 سوم۔ ابان کنی بالو سعید بہیم منحد حدیث کے راوی تھے حرب جبل میں ہمراہ

[illegible]

کہا میں ہی ایک اُن میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 قتل کر کے لئے داخل دار عثمان ہوئے تھے۔ جب میں عثمان رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اُن کی بیوی چلائی۔ میں نے اُس کو ایک طمانچہ مارا۔
 اُس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مَالِكُ قَطَعَ اللّٰهُ بِيَدَيْهِ
 وَرَحْلَيْهِ وَاعْيَ غَيْنِكَ وَادْخَلَكَ النَّارَ حَجَّجَ كَوْتَنَ پَرِ سَخْتِ لِرِزْوِہِ پُڑا اور میں ہاگا
 اور اب اُن کی دعا کا اثر دیکھ رہا ہوں کہ میرے ہاتھ اور پاؤں کٹے گئے اور
 آنکھیں اندھ ہی ہو گئیں۔ اب باقی آگ رہ گئی ہے۔ میں نے آٹھون پڑا۔ اسی طرح
 ہر ایک آدمی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں سے مختلف غذا ہوں میں
 پہنلا ہو کر راہ ملک تھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی محبت اور اپنے پیاروں
 کی محبت میں ثابت قدم رکھے کہ ہر آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اپنے رحمت کے جوار میں جگہ دے اور اپنے دیار سے محفوظ کرے آمین ثم آمین
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى
 آلِهِ وَآحِبَائِهِ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

298

[illegible]

